

# فلسفہ سیاست اور تمدنیب



کارل پوپر

تاییفہ و تعارف : ڈاکٹر نعیم احمد

ترجمہ : ڈاکٹر ساجد علی

مشعل

# فلسفہ سائنس

## اور تہذیب

کارل پپر

تالیف و تعارف: ڈاکٹر نعیم احمد

ترجمہ: ڈاکٹر ساجد علی

مشعل

آر-بی 5، سینٹر فلور، عوامی کمپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

## فلسفہ سائنس اور تہذیب

کارل پپر

تالیف و تعارف: ڈاکٹر نعیم احمد

ترجمہ: ڈاکٹر ساجد علی

کاپی رائٹ اردو (c) 1997 مشعل

ناشر: مشعل

آر-بی-5، سینڈ فلور،

عوامی کمپلیکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،

لاہور-54600، پاکستان

فون فیکس: 042-35866859

Email: mashbks@brain.net.pk

## فہرست

	تاریخ	ڈاکٹر نعیم احمد
5	کارل پور: ایک عہد ساز فلسفی	
13	فلسفہ: میری نظر میں	
31	علم کے ذرائع اور جمل کے ذرائع	
47	فریم ورک کا فسانہ	
87	روایت کا عقلی نظریہ: چند اشارات	
120	بیٹو پیا اور تشدید	
145	رواداری اور فکری ذمہ داری	
159	آزادی پذریعہ علم	
177	ایقان مغرب	
193		

MashalBooks.Org

## تعارف

کارل پوپ کا شمار بیسویں صدی کے عظیم ترین فلسفیوں میں ہوتا ہے۔ برٹرینڈ رسل کے بعد وہ شاید دوسرا فلسفی ہے جس کے خیالات و افکار کے اثرات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ نوبل انعام یافتہ سائنسدانوں مثلاً سر پیٹر میڈ اور سرجان ایمکلو، ذاک موون، کونزڈ لورز نے اپنی تحقیقات پر پوپ کے اثرات کو تسلیم کیا ہے۔ سر پیٹر میڈ اور نے پوپ کو آج تک کے تمام فلاسفہ سائنس میں عظیم ترین قرار دیا ہے۔ سرجان ایمکلو کا کہنا ہے کہ اس کی تمام تر سائنسی زندگی پوپ کے فلاسفہ کی مرہون منت ہے۔ وہ نوجوان سائنسدانوں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ فلاسفہ سائنس پر پوپ کی تخلیقات پر غور و خوض کریں اور اپنی سائنسی زندگی کو بھر پور بنانے کے لئے انہیں اپنالیں۔ مشہور ریاضی دان اور ماہر فلکیات سر ہرمن بانڈی نے کہا ہے کہ سائنس اپنے منہاج کے سوا کچھ نہیں اور سائنسی منہاج اس کے سوا کچھ اور نہیں جو پوپ نے اسے قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ مشہور نوبل انعام یافتہ معاشیات دان فان ہائک بھی پوپ کے ماحصلیں میں شامل ہیں اور معاشیات، سیاسیات اور قانون پر اس کی تخلیقات پوپ کے افکارہی کی توسعہ ہیں۔ آرٹ کے مشہور مورخ اور نقاد سر ارنست گامبرخ نے آرٹ پر پوپ کے خیالات کا اطلاق کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے سیاست دانوں نے بھی پوپ کے خیالات کے اثرات کا اعتراف کیا ہے۔ جرمنی کے موجودہ چانسلر ہیلمٹ کوہل نے پوپ کو آزاد معاشرے کا سب سے معترض چیخپن قرار دیا ہے۔ پوپ کی تصنیفات کا دنیا کی تیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود یہ بات بہت حیرت ناک ہے کہ ہمارے ملک میں پوپ کا نام اچھے خاصے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اجنبی ہے۔ اس کے برعکس وکلنڈائن کا نام تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے بہت جانا بوجھا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ پوپ کو عامته الناس کی سطح پر قبول عام حاصل نہ ہونے کے متعدد اسباب ہیں۔

پوپر نہ صرف دنیا کے فلسفہ میں رائج روحانات سے بہت مختلف نقطے نظر رکھتا تھا بلکہ بہت واضح طور پر ان کے خلاف تھا۔ فلسفے کے شعبوں میں زیادہ تو مکنھائیں کے پیروکار اور سافنی فلسفے کے مویدین چھائے ہوئے تھے اس لئے پوپر کو بالعموم نصابات میں نظر انداز کیا گیا۔ اس کا دوسرا بڑا سبب اس کے سیاسی افکار ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اشتراکیت نہ صرف کمیونٹ ممالک کا سرکاری نظریہ قرار پا چکی تھی بلکہ تیسرا دنیا میں ابھرنے والی بیشتر آزادی کی تحریکیں اسی کی علمبردار تھیں۔ خود مغربی دنیا میں دانش وردوں کی ایک معتمدہ تعداد سو شلزم کے سحر میں گرفتار تھی۔ پوپر نے اپنی کتاب ”بے قید معاشرہ اور اور اس کے دشمنان“ کی دوسری جلد میں مارکس کے فلسفہ پر شدید ترین تقید کی تھی۔ چنانچہ اسے بالعموم ایک رجعت پسند قرار دے کر رد کر دیا گیا۔

کارل پوپر 28 جولائی 1902 کو ولی آنا میں پیدا ہوا۔ اپنے والدین کے تین بچوں میں وہ اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کا باپ ولی آنا میں پیر شر تھا۔ اس نے ولی آنا یونیورسٹی سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ایک وکیل بنانے کے ساتھ ساتھ وہ ایک عالم اور مورخ بھی تھا۔ اس کے پاس ایک وسیع لابریری تھی۔ پوپر کی والدہ اور اس کا گھرانہ موسیقی میں شغف اور مہارت کی شہرت رکھتا تھا۔ پوپر کی والدہ خود بھی پیانو بجائی تھی۔ اس نے اپنے والد سے کتابوں سے محبت اور اپنی والدہ سے موسیقی سے محبت درثی میں پائی تھی۔

پوپر کے بچپن میں ولی آنا میں تین نظریوں کو بہت شہرت حاصل تھی: مارکس کا نظریہ، تاریخ، فرائد کا نظریہ، تحلیل نفسی اور ایڈلر کا فردی نفیات کا نظریہ۔ یہ تینوں نظریات نوجوانوں کے زیر بحث رہتے تھے۔ ان تینوں نظریات کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ سائنسی ہیں۔ سائنس کے بارے میں بالعموم یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کے متانج یقینی، حقیقی اور درست ہوتے ہیں۔ ان تینوں نظریات کی تائید میں لاتعداد تصدیقی شواہد پیش کرتے تھے۔ پوپر نے ان کا بظیر غائزہ لیا تو اسے یہ اندازہ ہوا کہ یہ تینوں نظریات ایک طرح کی جعلی سائنس پیش کرتے ہیں۔ ان نظریات سے مایوسی نے اسے اس مسئلہ پر غور فکر پر آمادہ کیا کہ سائنس کیا ہے اور سائنس اور غیر سائنس میں امتیاز کیا ہے؟

کارل پوپر نے اپنی ابتدائی زندگی میں اپنے آپ کو مارکسٹ اور پھر سوشنل

ڈیموکریٹ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کا کہنا تھا کہ وہ بہت جلد مارکسزم کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ اس نے وی آنا میں پیشی آنے والے ایک سانحہ کو قرار دیا ہے۔ نوجوان سو شلستوں نے مارکسیوں کے اکسانے پر وی آنا میں ایک جلوس نکالا اور بعض کمیونسٹ نے گولی چلا دی اور بہت سے افراد مارے گئے۔ پوپر کہتا ہے کہ اسے پولیس کی بربریت سے بہت صدمہ ہوا، لیکن ایک مارکسٹ ہونے کے ناتے وہ خود کو بھی اس سانحہ کا ذمہ دار سمجھتا تھا۔ مارکسی نظریہ تقاضا کرتا ہے کہ طبقاتی کش مکش کو جتنا بڑھایا جائے گا سو شلست انقلاب اسی قدر جلد رونما ہو گا۔ یہ درست ہے کہ انقلاب میں کچھ لوگ تھمہ اجل بنیں گے لیکن سرمایہ دارانہ نظام اس سے زیادہ لوگوں کو موت کے گھاث اتار رہا ہے۔ مارکسی نظریہ چونکہ خود کو سائنسی سو شلزم قرار دیتا تھا اس لئے پوپر کہتا ہے کہ اس بات نے مجھے ہمیشہ کے لئے مارکسزم سے متغیر کر دیا کیونکہ سائنسی بنیادوں پر انقلاب اور اس کے مابعد اثرات کی پیش گوئی ممکن نہ تھی۔ اسی خیال نے اس بات پر غور کرنے کے لئے آمادہ کیا کہ سائنس فی الواقع کیا ہے؟

تقریباً سترہ سال کی عمر میں اس نے مشہور ماہر نفسیات ایڈلر کے اطفال کی رہنمائی کے لئے قائم کردہ کلینک میں بھی کام کیا۔ اس اثناء میں اس نے ایک بچے کا ایڈلر سے تذکرہ کیا جو پوپر کے خیال میں ایڈلیرین کیس نہیں تھا۔ لیکن اسے اس بات پر بڑی حیرت ہوئی کہ ایڈلر نے بڑی آسانی سے اپنے احساس کمتری کے نظریہ کے حوالے سے اس بچے کا تجزیہ پیش کر دیا حالانکہ ایڈلر نے اس بچے کو دیکھا تک نہیں تھا۔ اسی حیرت کے عالم میں پوپر نے ایڈلر سے کہا کہ آپ اس بچے کو دیکھے بغیر کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہے۔ اس پر ایڈلر نے جواب دیا کہ میرا ہزار دفعہ کا تجربہ یہی بتاتا ہے۔ پوپر کہتا ہے کہ اس پر اس نے ایڈلر کو جواب دیا کہ غالباً آپ کا تجربہ ایک ہزار ایک دفعہ ہو گیا ہو گا۔

کارل پوپر نے 1922 میں وی آنایونورشی میں داخلہ لیا۔ یونیورسٹی میں اس نے ریاضی، طبیعت، فلسفہ اور نفسیات کا مطالعہ کیا۔ 1928ء میں اس نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے مقالے کا عنوان تھا "n the Problem of Method in the Psychology of Thinking"۔ 1929ء میں اس نے وی آنا کے سینئری سکول میں فزکس اور ریاضی کے استاد کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ اس زمانے میں وی آنا

میں منطقی اثباتیت کے فلاہ کا چرچا تھا۔ وی آنا سرکل کے بعض ارکان مثلاً وکٹر کرافٹ، روڈاف کارنپ اور ہربرٹ فائلر سے پوپر کے دوستانہ تعلقات تھے۔ لیکن وہ خود کبھی وی آنا سرکل کا رکن نہیں رہا۔ پوپر کو منطقی اثباتیت سے بہت سے اختلافات تھے۔ ان اختلافات کو بیان کرنے کی خاطر اس نے ایک کتاب بعنوان ”نظریہ علم کے دو بنیادی مسائل“ تصنیف کی۔ 1932 میں پوپر نے کارنپ اور فائلر کے معیت میں اپنی تعطیلات بسر کیں اور وہاں ان دونوں نے پوپر کی کتاب کے مسودے کا مطالعہ کیا۔ وہ نہ صرف پوپر کے خیالات سے متاثر ہوئے بلکہ انہوں نے اس کی تنقید کے زیر اثر اپنے بعض نظریات میں ترمیم بھی کیں۔ علاوه ازیں انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کا بھی بندوبست کیا۔ لیکن ناشر اتنی خنجم کتاب چھاپنے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ اس نے پوپر نے اس کتاب کا ایک ملخص تیار کیا جو 1934 میں Logik der Forschung کے نام سے شائع ہوا۔

1937-1945 تک پوپر نے نیوزی لینڈ یونیورسٹی میں فلسفہ کے استادی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں۔ نیوزی لینڈ میں قیام کے دوران میں اس نے اپنی دو شہرہ آفاق کتابیں تصنیف کیں۔ 1946 میں اس نے لندن سکول آف اکنائمس میں تدریس شروع کی جہاں سے وہ 1968 میں ریٹائر ہوا۔ 1950 میں اس نے امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ولیم جیمز یکچھر دیئے۔ اسی سفر کے دوران میں پوپر نے پرنسپن یونیورسٹی میں ”کوائم فرکس اور اور کلاسیک فرکس میں عدم جبریت“ کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ اس کے یکچھر کے سامعین میں آئن شائن اور نیلز بوہر بھی موجود تھے۔ پوپر شاید بیسویں صدی کا واحد فلسفی ہے، جسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس صدی کے دو عظیم ترین سائنسدان اس کا یکچھر سننے آئے۔ آئن شائن نے تو یکچھر پر محترس ساتبرہ کیا جو موافقانہ تھا لیکن نیلز بوہر نے پوپر کے ساتھ ایک طویل بحث کی۔ یہاں تک کہ پوپر کے بقول ہاں میں وہی دونوں باقی رہ گئے تھے۔ 1965 میں پوپر کو سرکا خطاب دیا گیا۔ وہ رائل سوسائٹی کا فیلوجہا۔ 1982 میں اسے ملکہ الزبتھ نے Companion of Honour کا خطاب دیا۔ وہ لندن اور وی آنا یونیورسٹیوں میں قائم لڈوگ بولتسمن انسٹیوٹ برائے نظریہ سائنس کا صدر تھا۔ اسے امریکہ، برطانہ، آسٹریا، جرمنی، نیوزی لینڈ اور کینیڈا کی پندرہ یونیورسٹیوں نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں عطا کیں۔ 1973ء میں ڈنمارک کی کوپن ہیگن یونیورسٹی نے اسے Sonning Prize سے

نوواز۔ یہ انعام جن دیگر نامور ہستیوں کو دیا گیا ان میں سے چند ایک یہ ہیں: نوٹن چرچل، البرٹ شوائنسر، برٹنیڈ رسل، آرٹھر کوئسل اور نیلز بوہر۔ امریکن میوزیم آف نیچرل ہسٹری کی جانب سے سائنس کے لئے پوپر کی خدمات کے اعتراف کے طور پر طلاقی تمنغہ عطا کیا گیا۔ 1989ء میں اسے کیساں لوینا ایٹریشنل پرائز کے سلسلے کا پہلا انعام دیا گیا۔ اس سلسلے کا دوسرا انعام مشہور نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنسدان پروفیسر عبدالسلام کو دیا گیا تھا۔ 17 ستمبر 1994 کو بانوے سال کی عمر میں لندن کے ایک ہسپتال میں پوپر کا انتقال ہوا۔

### تصانیف

پوپر ایک عظیم فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب اسلوب مصنف بھی ہے۔ برٹنیڈ رسل کے علاوہ شاید ہی کوئی دوسرا فلسفی اسلوب میں پوپر کا مقابلہ کر سکتا ہو۔ اس کا اسلوب تحریر بہت سادہ، سلیس اور واضح ہے۔ پوپر کے نزدیک ہر مصنف کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بات کو ممکنہ حد تک سادہ اور واضح انداز میں بیان کرے۔ اسے گنجک اور عیسراً فہم طرز بیان سے بڑی نفرت ہے۔ قاری کو بھاری بھرم الفاظ سے مرعوب کرنے کی کوشش انہیا درجہ کی اخلاقی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ ہے۔ ہر مصنف پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کے نتائج کو واضح اور قبل فہم صورت میں بیان کرے۔ اگر کوئی مصنف ایسا کرنے پر قادر نہ ہو تو اسے خاموش رہنا چاہئے اور یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ آنکہ وہ اپنی بات کو سادہ اسلوب میں بیان کرنے پر قادر ہو جائے۔

پوپر کی یہ پہلی کتاب ہے جو 1934 میں جرمن زبان میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں اس نے سائنسی منہاج سے بحث کی ہے۔ سائنسی منہاج کیا ہے؟ سائنس اور غیر سائنس میں کیسے امتیاز کیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب منطقی اثباتیت کے بنیادی مسلمات کا رد کرتی ہے۔ 1959 میں جب اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو ٹائمز لٹریری سپلائیمنٹ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مبصر نے کہا تھا کہ اگر یہ کتاب اپنے شائع ہونے کے فوراً بعد انگریزی میں ترجمہ ہو جاتی تو انگلستان میں فلسفہ بہت سی بھول بھیلوں میں گرفتار ہونے سے بچ سکتا تھا۔

یہ کتاب 1945 میں پہلی The Open Society and its Enemies

دفعہ دو جملوں میں شائع ہوئی تھی اور پوپر کی انگریزی زبان میں پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب کا موضوع فلسفہ، سیاست و تاریخ ہے۔ اس کتاب میں پوپر نے انسانی تہذیب کو لاحق خطرات کا تجزیہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ غلط سیاسی نظریات کو اپنا کرو اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہم انسانی تہذیب کے خاتمه کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کے نزدیک انسانی تہذیب کی بقا اس امر پر محصر ہے کہ انسانی معاشرہ کی تنظیم مساوات، اخوت، حریت اور عدل کے اصولوں پر ہو۔ وہی معاشرہ انسانوں کے لئے سودمند ہو گا جس میں تشدد کے بغیر اصلاح کی زیادہ سے زیادہ گنجائش ہو۔ اس کتاب میں اس نے افلاطون، ہیگل اور مارکس کے فلسفوں پر کڑی تقید کی ہے۔ جدید برلن سیاسی فلسفے کے لئے یہ کتاب ایک کلاسیک کا درجہ رکھتی ہے اور اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس کتاب میں پوپر نے سماجی علوم کے منہاج اور ان کے وظائف پر بحث کی ہے۔ اس نے سماجی علوم کے ضمن میں اس نظریے پر کڑی تقید کی ہے کہ طبیعی علوم کی مانند سماجی علوم کا بنیادی وظیفہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی پیش گوئی کرنا ہے۔ تاریخیت سے اس کی مراد ایسا نظریہ ہے جس کے مطابق تاریخ میں اٹل قوانین کا فرمایا ہے اور اگر ہم ان قوانین کو دریافت کر لیں تو ہم مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی پیش گوئی کر سکتے ہیں یعنی انقلابات کب اور کیسے رونما ہوتے ہیں۔ یہ کتاب اول رسالہ *Economica* میں 1944-45 میں تین اقسام میں شائع ہوئی تھی اور 1957 میں پہلی دفعہ کتابی صورت میں طبع ہوئی۔ اس وقت آرٹھر کوسلر نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ شاید یہ واحد کتاب ہے جو اس صدی کے بعد بھی زندہ رہے گی۔

اس کتاب میں پوپر کے بہت مشہور *Conjectures and Refutations* اور معرفتہ الارامضامین شامل ہیں۔ فلسفے کے نئی نسل کے طالب علموں میں پوپر کا زیادہ تر تعارف اسی کتاب کے حوالے سے ہے۔ اس کتاب سے تین مضامین کا ترجمہ اس مجموعہ میں شامل ہے۔

یہ کتاب بھی پوپر کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ پوپر کی اولین شہرت طبیعت کے فلسفی کی تھی۔ سائنس کی دہائی میں اس نے بیالوجی پر اپنی توجہ

مرکوز کی اور نظریہ ارتقاء کے فلسفیانہ مضرات کا جائزہ لینا شروع کیا۔ ان مضامین میں اس نے نظریہ ارتقاء کا عملیات پر اطلاق کیا جس کے نتیجے میں ایک نیا فلسفیانہ ڈپلن وجود میں آیا ہے جسے ارتقائی علمیات کا نام دیا گیا ہے۔

Unended Quest یہ کتاب پوپر کی خود نوشت فلسفیانہ سوانح ہے۔ پوپر کی شخصیت اور فکری ارتقاء کا بہت عمدہ تعارف ہے۔

The Self and its Brain یہ کتاب پوپر اور نوبل انعام یافتہ سائنس دان سرجان ایکلر کی مشترکہ تصنیف ہے۔ اس کتاب کے کچھ ابواب پوپر اور دوسرے ابواب ایکلر نے تحریر کئے ہیں۔ کتاب کا تیسرا حصہ پوپر اور ایکلر کے درمیان بارہ مکالمات پر مشتمل ہے۔

Realism and the Aim of Science پوپر نے 1954 میں جب اپنی اولین کتاب ”سائنسی اکتشاف کی منطق“ کا جرمن سے انگریزی میں ترجمہ شروع کیا تو اس نے اس حصے میں اپنے خیالات میں آنے والی تبدیلیوں کو بیان کرنے اور اصل کتاب کے بعض مقامات کی وضاحت کے لئے اس پر حوصلی لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ سلسلہ اس قدر طویل ہو گیا کہ اس کو الگ کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پوپر نے اس کا نام ”پس نوشت: بیس سال بعد“ رکھا تھا۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ کتاب اس وقت شائع نہ ہو سکی۔ 1982ء میں یہ کتاب بعض تبدیلیوں اور اضافوں کے ساتھ تین جلدیں میں شائع ہوئی اور یہ کتاب اس کی پہلی جلد ہے۔

The Open Universe یہ کتاب ”پس نوشت“ کی دوسری جلد ہے۔ اس کتاب میں پوپر نے اس نظریے کا دفاع کیا ہے کہ کائنات اصلاً جبریت سے خالی ہے اور جبریت کے حق میں دیئے جانے والے تمام دلائل غلط ہیں۔ اس کتاب میں اس نے اس نظریے کے خلاف بھی بڑے مضبوط دلائل فراہم کئے ہیں کہ تمام تربیالوگی اور نفیات کو فزکس میں تحویل کیا جاسکتا ہے۔

Quantum Theory and the Schism in Physics یہ ”پس نوشت“ کی تیسرا جلد ہے۔ اس کتاب میں پوپر نے کوئی فزکس کی مشہور ”کوپن ہیگن تعبیر“ پر تنقید کی ہے۔ اس نے کوئی فزکس کی داخلیت پر مبنی تعبیر کو رد کرتے ہوئے اس کی

معروضیت پر مبنی تعبیر پیش کی ہے۔

In Search of a Better World کتاب پوپر کے جمیں مضامین اور

لیکھروں کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کتاب سے چار مضامین موجودہ اردو ترجمے میں شامل کئے گئے ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ پوپر کے بہت سے مضامین ہیں جو مختلف رسائل و جرائد یا مختلف مجموعہ ہائے مضامین میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کے بہت سے مضامین اور لیکھراہی تک غیر مطبوعہ بھی ہیں۔ لندن کے مشہور اشاعتی ادارے Routledge نے اعلان کیا ہے کہ وہ جلد ہی پوپر کے غیر مطبوعہ مضامین اور خطوط پر مشتمل مزید کتب شائع کریں گے۔

زیر نظر کتاب میں کارل پوپر کے مضامین کا انتخاب اس نقطہ نظر سے کیا گیا ہے کہ اس کے فلسفہ اور فکر کے اہم خود خال کو اجاگر کیا جائے۔ اردو زبان میں کارل پوپر کا غالباً یہ پہلا ترجمہ ہے۔ اسے ادارہ مشعل کے ”جدید مفکرین“ کے سلسلہ کے تحت شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے ترجمے کی ذمہ داری شعبہ فلسفہ، جامعہ پنجاب کے استاد ڈاکٹر ساجد علی صاحب کو سونپی گئی تھی۔ ڈاکٹر ساجد علی کارل پوپر کے فلسفہ میں گہری بصیرت رکھتے ہیں اور گزشتہ کی برسوں سے اس کی کتب ان کے زیر مطالعہ ہیں۔ انہوں نے جس ذمہ داری اور لگن کے ساتھ ترجمے کی ذمہ داری نبھائی ہے۔ اس کے لئے ادارہ مشعل انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ زیر نظر مجموعہ مضامین اردو زبان میں ایک قابل قدر اضافہ ثابت ہو گا۔

1996 اکتوبر 29

ڈاکٹر نعیم احمد

صدر شعبہ فلسفہ

جامعہ پنجاب لاہور۔

## کارل پوپر: ایک عہد ساز فلسفی

بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں وی آنا سرکل کے بانی مارت شلک نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ فلسفہ بہت جلد ناپید ہو جائے گا کیونکہ فلسفہ با معنی گفتگو نہیں کرتا بلکہ وہ بے معنی الفاظ استعمال کرتا ہے اور فلسفیوں کو بہت جلد یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سامعین ان کی لایعنی گفتگو سے اکتا کر غائب ہو چکے ہیں۔ اس صدی میں فلسفے کا جو غالب رہ جان رہا ہے اسے بجا طور پر فلسفہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ ٹلنٹائن کے زیر اثر منطقی اثباتیت کے دلstan سے وابستہ فلسفیوں نے مابعد الطبیعتیات کے خلاف جہاد شروع کیا۔ وہ سائنس کے لئے ایک ایسی زبان وضع کرنا چاہتے تھے جو کلکیتا مابعد الطبیعتیاتی اثرات سے پاک ہو۔ ان کے نزدیک وہی جملے با معنی ہو سکتے ہیں جن کی تائید کرنے والا کوئی حسی تجربہ موجود ہو۔ گویا جملہ کا معنی اس کے منہاج تقدیق پر مخصر ہے۔ اسے انہوں نے اصول تقدیق پذیری کا نام دیا تھا۔ ان کے خیال میں مابعد الطبیعتیاتی قضایا صدق و کذب کے متحمل نہیں ہوتے بلکہ وہ بے معنی ہوتے ہیں لیعنی سرے سے قضایا ہی نہیں ہوتے۔ وہ صرف زبان کے سوء استعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اپنے اس اصول کے تحت وہ سائنس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کا عزم رکھتے تھے۔ لیکن اس اصول پر تقيید کے نتیجے میں انہیں بہت جلد یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس طریق کار سے مابعد الطبیعتیات تو شاید مکمل طور پر رد نہ ہو سکے لیکن سائنس ضرور رد ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد فلسفہ سائنسی تخلیقات کی پریق را ہوں میں کھو گیا۔ فلسفی کا کام نئے اور جرأت مندانہ خیالات پیش کرنے اور تقيید فکر کے بجائے صرف یہ رہ گیا کہ وہ دوسروں کے بیانات کا لسانی تجزیہ کر کے یہ ثابت کرے کہ انہوں نے اپنے الفاظ کو درست طور پر

استعمال کیا ہے یا نہیں۔ اس طرح فلسفہ اپنے تاریخی وظیفہ کو ترک کر کے محض الفاظ کے تجزیہ تک محدود ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ شلک کی پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ فلسفہ کے شعبوں میں طالب علموں کی تعداد واقعی گھٹنے لگی کیونکہ وہ طالب علم جو نئے انتقادی افکار کی امید پر فلسفہ کے مضبوط کی طرف رجوع کرتے تھے، انہیں اس بات سے بہت ماہی ہوتی تھی کہ استادان فلسفیانہ مسائل کا حل پیش کرنے کی وجہے الفاظ کے گورکھ دھندوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ بیسویں صدی کا اسلامی فلسفہ عقلی اعتبار سے کھوکھلا اور فکری اعتبار سے بانجھ ہے۔ اس کے برکھس پور انتقادی عقليت، معروضیت اور انتقادی حقیقت پسندی کا علم بردار ہے۔ اس کے موضوعات کا دائرة بڑا وسیع ہے۔ منطق، علمیات، مابعد الطبیعتیات، طبیعتیات، حیاتیات، نفیتیات، عمرانیات، سیاسیات اور تاریخ سمیت سبھی علمو پر اس نے اپنے انتقلابی اور جوان شکن افکار کو بڑی جرأت، وضاحت اور صفائی سے بیان کیا ہے۔ اس کی پور نے اپنے فلسفیانہ کیریہ کا آغاز منطقی اثباتیت پر تقدیم کیا ہے۔ اس کی اویں کتاب کا موضوع تھا، نظریہ علم کے دو بنیادی مسائل: استقر اور امتیاز۔

### سائنس اور غیر سائنس میں امتیاز کا مسئلہ

بیسویں صدی کے فلسفہ سائنس میں یہ مسئلہ بہت نزاع کا باعث رہا ہے کہ سائنس اور دیگر علوم بالخصوص مابعد الطبیعتیات کو رد کرنے کی خاطر ایک ایسی زبان کی تشكیل کا پیڑہ اٹھایا جس کی مدد سے سائنس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ ان کے نزدیک مابعد الطبیعتیات لغو اور بے معنی گفتگو کے سوا اور کچھ نہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ سائنس اور غیر سائنس میں امتیاز کا سوال کیا اہم ہے۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ طبعی علوم کی حیرت انگیز ترقی اور کامیابی سے متاثر ہو کر دیگر علوم کے ماہرین نے بھی اپنے اپنے شعبہ، علم کو سائنس کہنا شروع کر دیا تھا۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ جس علم کے ساتھ سائنس یا سائنسی کا سابقہ یا لاحقہ لگا ہو گا اس کی عزت و توقیر میں اضافہ ہو جائے گا۔ نتیجتاً سماجی علوم کے ماہرین ہی نہیں بلکہ نجومیوں اور دست شناسوں نے بھی اپنے مضامین کو سائنس کا نام دینا شروع کر دیا۔ طبعی علوم کی ترقی کا سبب ان کے مخصوص منہاج کو قرار دیا گیا۔ یعنی طبعی علوم کے پاس ایسا منہاج ہے کہ اگر اسے دیانت داری سے استعمال